

”چاڈ“

کے مسلمانوں کا

جنابہ اختر راجہ۔ ایم۔ اے

ماضی و حال

جغرافیائی پس منظر | چاڈ کے شمال میں لیبیا، جنوب میں وسطی افریقہ، مشرق میں سوڈان اور مغرب میں کیمرون، نائجر یا اور نائجر واقع ہیں۔ یعنی چاڈ کی سرحدیں چھ آزاد ملکوں سے ملتی ہیں۔ ملک کا کل رقبہ نو سے ہزار آٹھ سو مربع میل اور آبادی ۳۲ لاکھ ہے۔ پچاس فیصد مسلمان، پانچ فیصد عیسائی اور باقی دس فیصد آبادی بت پرست ہے۔ چاڈ میں جو قبائل آباد ہیں وہ عربی اور نیگرو نسل سے ہیں۔ عرب قبائل کی اکثریت مسلمان اور نیگرو نسل کی زیادہ تعداد عیسائی یا بت پرست ہے۔ اس وسیع ملک کو جغرافیائی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ جنوب مغربی علاقہ زیادہ زرخیز اور نسبتاً گنجان آباد ہے۔ شمالی علاقہ صحرا ہے۔ مسلمان زیادہ تر اسی علاقے میں آباد ہیں اور کوئی پچاس ہزار خانہ بدوش بھی اپنے ریوڑوں کے ساتھ گھومتے پھرتے ہیں۔ مغربی سرحد کے قریب دس ہزار مربع میل پر پھیلی ہوئی براعظم افریقہ کی سب سے بڑی جھیل ہے جس کے نام پر ملک کا نام ”چاڈ“ ہے۔

چاڈ کو دورِ قدیم سے مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ مشرقی ملکوں سے براعظم افریقہ کی تجارت اسی راستے سے ہوتی تھی۔ جھیل چاڈ کے کنارے لاکھوں کروڑوں کاروان اترے اور صدیوں سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ تاریخ میں اس خطہ کی کئی مشہور حکومتوں کا ذکر پایا جاتا ہے۔

طلوع اسلام | مکہ کی سرزمین سے ایمان و ہدایت کی جو روشنی پھوٹی۔ ڈیڑھ صدی کے اندر اسکی کرنیں چاروں انگ عالم میں پھیل گئیں۔ چاڈ بھی ان کرنوں سے جگمگا اٹھا۔ یہاں کوئی اسلامی لشکر حملہ آور نہ ہوا بلکہ اسلام نے اپنی اخلاقی پاکیزگی اور روحانی طہانیت قلب سے عوام کی زندگیوں میں انقلاب برپا کیا۔ ۱۱۹۴ء میں چاڈ کا نیگرو قبیلہ ”ام“ حکمران تھا۔ ایک مقامی مسلمان

سردار نے اس پر فتح پائی اور یہی خاندان بورنو سلطنت کا بانی تھا۔ سوہریں صدی میں جھیل چاڈ کے علاقہ پر مسلمان قابض ہو چکے تھے اور مسلمانوں کی مضبوط حکومت قائم ہو چکی تھی۔ انیسویں صدی کے اواخر تک اسلامی دور رہا اور تبلیغ سے حلقہ اسلام وسیع سے وسیع تر ہوتا رہا۔

فرانسیسیوں کی آمد انیسویں صدی کے اواخر میں یورپ کی استعماری طاقتیں ”تاریک بر اعظم“ میں اپنے ناپاک قدم جما چکی تھیں۔ مشرقی افریقہ کے ساحلی علاقے پر قابض ہونے کے بعد فرانسیسیوں نے جھیل چاڈ کے خوبصورت اور زرخیز علاقے کو نگاہِ حرص و آرزو سے دیکھنا شروع کیا۔ اس وقت چاڈ میں مسلمانوں کی چار چھوٹی چھوٹی حکومتیں ربیع زبیری کے ماتحت تھیں جو مہدی سوڈانی کا پرہیزگار عقیدت مند تھا۔ ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۷ء کے دوران فرانسیسیوں نے مسلمان حکمرانوں سے دوستانہ معاہدے کیلئے کاغذی گھوڑے دوڑائے مگر ربیع زبیری ان کی استعماری چالوں کو سمجھتا تھا کہ یہ لوگ مہذب بن کر ملک میں گھستے ہیں۔ اور قدم جاننے کے بعد مقامی آبادی کو توتہ ظلم و ستم بنا لیتے ہیں۔ فرانسیسیوں کی ڈپلومیسی ناکام ہوئی تو وہ ایک بھاری لشکر کے ساتھ چاڈ پر چڑھ دوڑے۔ ربیع زبیری کا عقیدہ تھا کہ غلامی کی زندگی سے آزادی کی موت بد بہا بہتر ہے۔ اسی جذبہ سے فرانسیسیوں کے مقابلے کے لئے آگے بڑھا۔ اور جولائی ۱۸۸۹ء کو غلیم کو شکست فاش دی۔ فرانس کی حکومت غم و غصہ سے پاگل ہو گئی اور اس مجاہد کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دینے کی خاطر اگلے سال دوبارہ حملہ کیا۔ ربیع کے سر فروش ساتھی آخر دم تک رشتے رہے۔ مقامی عیسائی آبادی فرانسیسیوں کا ہراول دستہ بن گئی، آخر ربیع کو شکست ہو گئی مگر جام شہادت نوش کرتے کرتے فرانسیسی جنرل لیمی کو موت کے گھاٹ اتار کر ہمیشہ کے لئے اپنا نام زندہ کر دیا۔ ربیع شہید کا کردار میسور کے سلطان حیدر علی سے ملتا جلتا ہے اور اس کے بیٹے فضل اللہ کا طرز عمل سلطان ٹیپو شہید کی تصویر ہے۔ فضل اللہ نے بھی کچی طاقت مجتمع کی اور دوبارہ دار الحکومت پر حملہ کر دیا۔ ایمان سے سرشار اور کبکف مجاہدین کے سامنے فرانسیسیوں کی پیش نہ گئی اور دار الحکومت پر اسلامی جھنڈا لہرائے لگا۔ فرانسیسیوں نے دوبارہ قبضہ کے لئے بے پناہ جانی و مالی نقصان برداشت کیا۔ آخر فرانسیسی فوجیں کامیاب ہو گئیں مگر ۱۹۱۲ء تک فضل اللہ کے ساتھیوں نے انہیں آرام نہ کرنے دیا۔ ۱۹۱۳ء میں پہلا کشنر جنرل مقرر کر کے فرانس نے چاڈ کو نو آبادی بنالیا۔ اور اپنے استعماری پنچے چاڈ کے مسلمانوں کے سینوں میں گاڑ دیئے۔

جدوجہد آزادی | دوسری جنگ عظیم نے یورپ کی استعماری طاقتوں کی پولیس ہلا دیں۔ نوآبادیوں

نیں سیاسی شعور اور حقوق کا احساس بیدار ہوا۔ بنظر آزادی و جمہوریت کی جنگ لڑنے والوں کے لئے یہ ممکن نہ رہا کہ مزید تشدد اور وباد استعمال کیا جائے۔ چاڈ کے عوام کو سیاسی پلیٹ فارم پر مجتمع ہونے کا حق دیا گیا۔ اگرچہ فرانس کی کوشش یہی رہی کہ ایسی جماعتیں وجود میں آئیں جو اس کے مفادات کی نگران و محافظ ہوں۔ ”جماعت ترقی چاڈ“ کی صورت میں فرانس کو اپنا مقصد پورا ہوتا دکھائی دینے لگا۔ اس جماعت میں عیسائی آبادی اور استعمار پرست گروہ شامل ہیں۔ عوام کی اکثریت ”ترقی چاڈ“ کی ملک دشمن پالیسیوں سے تنگ آکر محمد ابا کی قیادت میں ”چاڈ کی جماعت اتحاد قومی“ کے پلیٹ فارم پر جمع ہو گئی۔ دونوں جماعتیں حقوق کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ ۱۹۵۹ء میں ان دونوں جماعتوں کی حیثیت قبل از تقسیم ہند مسلم لیگ اور کانگریس جیسی تھی۔

حکومت فرانس نے نوشتہ دیوار پڑھ لیا تھا۔ اور چاڈ سے بوریابتر سمیٹ کر ایسی حکومت قائم کرنا چاہتی تھی جو اس کے جانے کے بعد بھی اس کے مفادات کی محافظ رہے۔ چنانچہ فرانس نے ۱۹۶۰ء میں ”ترقی چاڈ“ کے رہنما ”ٹومبل بائے“ کی حکومت سونپ دی۔ فرانس کا یہ عمل جمہوری اور انصاف کے اصولوں کے خلاف تھا۔ اقتدار کے انتقال سے بیشتر عام انتخابات ضروری تھے۔ اور ان انتخابات میں کامیاب ہونے والی جماعت اقتدار حاصل کرنے کی حقدار تھی مگر ایسا اس لئے نہ کیا گیا کہ ٹومبل بائے کی جماعت ہرگز عوام کی تائید حاصل نہیں کر سکتی تھی۔

۱۱ اگست ۱۹۶۰ء کو نام نہاد آزادی کا اعلان ہوا۔ ملک کی جملہ سیاسی جماعتوں نے فرانس کے انتقال اقتدار کے طریقے پر اعتراض کیا۔ ان کے ساتھ ٹومبل بائے کے نامزد کردہ ارکان پارلیمنٹ بھی برابر کے شریک تھے۔ ٹومبل بائے کی تمام مخالف سیاسی جماعتوں کو خلاف قانون قرار دیکر آمریت قائم کر لی۔ اس کے بعد انتخابات کا ڈھونگ رچایا۔

موجودہ سیاسی حالات | ٹومبل بائے کی حکومت نے پے درپے ایسے اقدامات کئے جن سے مسلمانوں میں اس کے خلاف نفرت پھیل گئی۔ ۲۴ مارچ ۱۹۶۳ء کو اسمبلی توڑ کر ہنگامی حالات کا اعلان کیا گیا۔ ملک میں بد امنی پھیل گئی۔ دارالحکومت میں حکومت کے خلاف مظاہرے ہوئے جن میں سینکڑوں افراد مارے گئے۔ دیہات میں کسانوں نے بھی انتظامیہ کی مزاحمت کی اور تصادم کے واقعات رونما ہوئے۔ ۱۹۶۵ء میں حکومت کے خلاف مسلح تصادم کا آغاز ہو گیا جس کی قیادت فلوریانا (FLORIANA) نے تنظیم کر رہی ہے۔

جب سے ٹومبل بائے کی حکومت کی تحریک چل رہی ہے۔ فرانس

حکومت ہاڈ کی مسلسل فوجی مدد کر رہا ہے۔ اس وقت بھی وہاں چار ہزار فرانسیسی فوج متعین ہیں۔ ایک برطانوی صحافی جان بونر (JOHN BONER) فرانسیسی فوج کے ”کاروائے نمایاں“ پر روشنی ڈالتا ہے۔

”قبائلی قتل کئے جا رہے ہیں، دیہات اور فصلیں جلائی جا رہی ہیں، فرانسیسی فوجیں ہزاروں آدمیوں کو ان کے گھروں سے نکال کر پناہ گزینوں میں تبدیل کر چکی ہے۔ اب تک کئی لاکھ باشندے ملک چھوڑ کر سرحد پار پناہ لے چکے ہیں۔“

”فلوریانا“ کے بہم کردہ اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۶۸ء تک ٹومبل بائے کے ظالمانہ عہد اقتدار میں ایک لاکھ ستاسی ہزار افراد ہمسایہ ملکوں میں پناہ گزین ہو چکے ہیں۔ وہ پانچ لاکھ مہاجرین الگ ہیں۔ جو فرانسیسی اقتدار کے زمانے ہی سے سوڈان میں زندگی کے دن کاٹ رہے ہیں۔

ٹومبل بائے کی کٹھ پتلی حکومت کے مظالم کی ایک جھلک فرانس کے ایک سابق فوجی کے مراسلے سے ہوتی ہے، جو ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو روزنامہ ”لی ناول آبزرویئر“ میں شائع ہوا :

”میں حال ہی میں فوج سے ریٹائر ہوا ہوں۔ چند ماہ ہوئے ہسپتال میں تھا۔ میرے ساتھ دو فوجی اور بھی تھے۔ ایک باضابطہ سپاہی اور دوسرا رضا کار۔ وہ بھی ہاڈ سے آئے تھے۔ میں نے جو کچھ ہاڈ میں دیکھا بیان کر رہا ہوں۔ تاکہ آپ کو حقیقی صورت حال کا علم ہو سکے۔ ادل یہ کہ ہاڈ میں کوئی قیدی نہیں۔ جو لوگ پکڑے جاتے ہیں وہ موقع پر ہی قتل کر دئے جاتے ہیں۔ یہی انجام زخمیوں کا ہوتا ہے۔ مجھ سے لوگوں نے کہا کہ جو نہیں ہم فرانسیسی سپاہی کسی ”غیر باغی“ گاؤں سے گذر جاتے ہیں اُسے فوراً ”باغی“ قرار دے دیا جاتا ہے۔ مجھے خوب یاد ہے جب ہم تفریح کے موڈ میں ہوتے تو کسی باغی کو پہلی کا پٹر سے نیچے زمین پر گرا دیتے۔ ان گرفتار شدہ باغیوں کے پیٹ میں سنگین گھونپنے کا نظارہ بڑا ہی خوش کن ہوتا۔ ہر طرف غل غپاڑہ ہوتا۔ ہمارے ڈاکٹر زخمیوں کا علاج اس طرح کرتے کہ ان کے پہرے پر جوتے لگاتے اگر کسی باغی پر شبہ ہوتا کہ باغی چھپا ہوا ہے تو بچوں کو چھوڑ کر باقی ساری آبادی سزا دینے کے لئے باہر لے آتے۔ دوسری بات یہ ہے مجھے ہمیشہ افسوس رہا کہ میں باغیوں کو بڑی تعداد میں ہلاک نہ کر سکا۔ وہ لوگ بے حد ہندی ہیں۔ ہم انہیں سخت عذاب دیتے، لیکن وہ زبان سے ایک لفظ تک نہ نکالتے ان کی عورتوں کی عصمت دری کے واقعات کبھی بتاؤں گا۔۔۔ (جے۔ بی۔ این)

ٹومبل بائے کے جرائم اور ان کے اثرات | ۱۔ ٹومبل بائے نے اسرائیل کا سرکاری دورہ کیا اور

باقی صفحہ پر